بقیہ تتمہ تکملہ مضمون مسالحہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

يصح صلوة المأموم وهذا قول جمهور
السلف وهو مذهب مالك واحد
قولي الشافعي واحمد رحمهم الله
تعالى بل وابي حنيفه بل واكثر نصوص
احمد على هذا وهذا هو الصواب
لما في الصحيح وغيره عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال يصلون
لكم فان اصابوا فلكم ولهم وان
اخطاوا فلكم وعليهم فقد بين صلى
الله عليه وسلم ان خطأ الامام لا
يتعدى الى الامام ولان المأموم يعتقد
ان ما فعله سائغ وانه لا اثم عليه
فيما فعل فانه مجتهد او مقلد مجتهد وهو
يعلم ان هذا قد غفر الله له خطأه فهو
يعتقد صحة صلوته وانه لا يأثم اذا لم
يعد بل لو حكم حاكم بمثل هذا لم يجز له
نقض حكمه بل كان تنفيذه انتهى مختصرا

چنانچہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے
اتباع کی ایک جماعت کا یہی قول ہے
دوسرا قول یہہ کہ ایسے امام کے پیچھے
بہی نماز صحیح ہے اور یہ **اکثر سلف** کا
قول ہے اور یہی امام **مالک** کا مذہب
اور امام **شافعی** و امام **احمد** بلکہ امام **ابو حنیفہ**
کا بہی ایک قول یہی ہے بلکہ امام احمد کے
تو اکثر اقوال اسی پر شاہد ہین اور یہی حق
وصواب ہین - کیونکہ صحیح بخاری وغیرہ مین
آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے لوگ تمکو
نماز پڑہاوینگے سو اگر اونہون نے نماز
ٹہیک پڑہائی تو انکی بہی ہوئی تمہاری
بہی ہوئی اور اگر اونہون نے خطا کی تو
تمہاری ہوگئی ان پر رہی - اس حدیث مین
آنحضرت نے صاف فرمایا ہے کہ امام کی خطا
مقتدی پر نہین پڑتی - اور یہ بہی اس مذہب
کی دلیل ہے کہ مقتدی یہ بات جانتا ہے کہ
امام جو کرتا ہے اپنے نزدیک جایز کرتا ہے اسپر اسمین کچہہ گناہ نہین ہے کیونکہ وہ اس
فعل مین خود مجتہد ہوگا یا کسی مجتہد کا مقلد اسلئے مقتدی یہہ جانتا ہے کہ امام اس کام
مین خطا پر ہوگا تو وہ اسکے لئے معاف ہے - اس نظر سے اسکی نماز کو صحیح سمجہتا ہے
اور وہ ایسی نماز کے اعادہ نہ کرنیکے سبب گنہگار نہین ہوتا بلکہ اگر ایسے امر مختلف فیہ کے

باب مین کوئی حاکم حکم لگادی اور فیصلہ کرے تو اسکے مخالف کو اس حکم و فیصلہ کا توڑنا جایز نہین ہے بلکہ اسکا نافذ کرنا اور قایم رہنا ضروری ہے۔ شیخ ابن تیمیہ

قال الزرکشی فی الخادم ان المنصوص للشافعی رضی اللہ عنہ کما نقلہ القفال الصحۃ ومما یشہد للصحۃ ما حکاہ المحاملی فی المجموع قال قال الشافعی فی الاملاء اذا دخل الرجل بلدا فنوی ان یقیم اربعا وکان یری القصر حینئذ ومعہ رجل یعتقد عدم جوازہ فاکرہ ان یقدمہ ویصلی خلفہ لانہ یعتقد ان صلوتہ المقصورۃ لا تجوز فان قدمہ وصلی خلفہ جاز لانہ محکوم بصحتہ فی خلفہ ھکذا حکاہ القاضی ابو الطیب عن الاملاء ولو کانت العبرۃ باعتقاد المأموم لکان اقتداءہ باطلا لان عند المأموم ان نیۃ القصر لا تنعقد معھا الصلوۃ ومع ذلک صح الاقتداء اعتبارا باعتقاد الامام فھذا النص ذکرہ النووی ایضا فی باب صلوۃ المسافر

کا قول باختصار تمام ہوا امام زرکشی نے کتاب خادم مین کہا ہے کہ امام شافعی کا صاف و صریح قول یہی ہے کہ ایسی امام کا اقتداء جایز و صحیح ہے چنانچہ قفال نے نقل کیا ہے اور اسی صحت و جواز اقتداء پر شافعی کا یہ قول شاہد ہے جو محاملی نے کتاب مجموع مین نقل کیا ہے کہ امام شافعی نے (کتاب) املاء مین کہا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی شہر مین داخل ہو اور چار روز رہنے کی نیت کرے اور وہ اس وقت کے قیام مین نماز کے قصر کرنیکا معتقد ہو اور اسکے ساتھ ایسا آدمی بھی ہو جو اتنی مدت مین نماز کو قصر کرنا جایز نہ جانتا ہے تو مین پسند نہین کرتا کہ وہ (قصر کو نا جایز جاننے والا) اس شخص (جایز جاننے والا) کو امام بناوے اور اسکے پیچھے نماز پڑھی کیونکہ وہ یہہ جانتا ہے کہ امام کی قصر والی نماز صحیح نہین ہے اور اگر وہ اسکو آگے کرے اور اسکے پیچھے نماز پڑھے تو بھی جایز ہے کیونکہ وہ نماز اسکے حق مین تو صحیح

من شرح المهذب ووقع في بعض
نسخ شرح المهذب هناك المختار
ان الظاهر قول القفال فلم تزل
الائمة المختلفون في الفروع يصلي
بعضهم خلف البعض ويشهد له
تصحيحهم ان الماء الذي يتوضأ
به الحنفي ممن لا يرى وجوب النية
مستعمل وان لم ينو على الاصح وهذا
هو الصواب الذي ينبغي ان يكون
الفتوى عليه وقد كان الشافعي
رضي الله عنه يصلي خلف ائمة
المدينة وائمة مصر وكانوا لا
يبسملون والحال ان البسملة عنده
فرض مع الفاتحة ولم ينقل عنه
الامتناع عن الاقتداء بهم ولا
الاعادة وصح عن ابن مسعود رضي الله
تعالى انه ائتم بمنى مع عثمان
رضي الله عنه مع انكاره عليه
ذلك فقيل له في ذلك فقال الخلاف
شرعية واما ما يوجبه المانعون

سمجھی جاتی ہے ایسا ہی ابو طیب نے
(کتاب) املاء سے نقل کیا ہے اور اگر مقتدی کی
اپنی راے کا اعتبار ہوتا تو اوسکا اقتداء
ایسے امام سے باطل ہوتا کیونکہ مقتدی کے نزدیک
قصر کی نیت سی نماز نہین ہوتی ومع ہذا یہ
اقتداء اعتقاد امام کے لحاظ سے صحیح ہے۔ امام
شافعی کے اس قول صریح کو امام نووی نے
بہی شرح مہذب کے باب صلوۃ المسافر
مین نقل کیا ہے اور بعض نسخون مین شرح مہذب
کے یہ لکہا ہے ظاہرا قول قفال (یعنی جواز اقتداء)
مذہب مختار ہے کیونکہ فروعات مین اختلاف
کرنیوالے امام ہمیشہ سے ایکدوسرے کے پیچھے
نماز پڑہتے چلے آئے ہین اسپر انکا اس مسئلہ کو
صحیح کہنا بہی شاہد ہے کہ جس پانی مین حنفی آدمی
جو وضوء مین وجوب نیت کا قایل نہین وضو
کرے وہ مستعمل† ہو جاتا ہے اگرچہ اس حنفی نے
اس وضو مین نیت نہ کی ہو (یہ قول پانیکا مستعمل
نہونا) بہت صحیح ہے اور یہی صواب وحق ہے
جس پر فتوی دینا مناسب ہی اور امام شافعی
مدینہ اور مصر کے امامون کے پیچھے نماز پڑہ لیا کرتے

† باوجودیکہ شافعی کے نزدیک نیت کے سوائے وضو نہین ہوتا اور ایسے وضوء سی پانیکا مستعمل ہونا کچھ معنی نہین رکھتا۔

بقولهم ان المأموم يعتقد
بطلان صلوة الامام فمردود
بانها مسئلة اجتهادية واعتقاد
الخطاء فيها لا يسوغ كما
في غيرها من المسايل
الاجتهادية واما قياسهم
على المجتهدين في القبلة و
الاواني فيفرق بان الامام
والمأموم فيها يعتقدان
فساد صلواة من صلى بطهارة
اناء نجس او الى غير القبلة
بخلاف المأموم في الاقتداء
بتارك الفاتحة فانه لا
يعتقد بطلان صلوته مع
تركها ونقل عن الامام احمد
رضي الله عنه انه كان
يرى الوضوء من الدم
الكثير فقيل له ان كان
الامام لا يتوضا من ذلك
تصلي خلفه فقال سبحان
الله اقول انه لا يصلي خلف

اور وہ نماز مین بسم اللہ نہ پڑہا کرتے حالانکہ امام شافعی
کے نزدیک فاتحہ کے ساتہہ بسم اللہ پڑہنا فرض
تہا۔ امام شافعی سے یہ کہین منقول نہین ہے
کہ وہ ایسے امامون کے پیچہے نماز پڑہنے سے رک
جاتے اور نہ یہہ کہ وہ اِس نماز کو دوبارہ پڑہتے
ابن مسعود (صحابی) سی صحیح وثابت ہوچکا ہے
کہ اونہون نے منیٰ مین حضرت عثمان کے پیچہے
پوری نماز پڑہی اور قصر نہ کرنے مین وہ حضرت
عثمان سے خلاف ظاہر کرچکے تہے۔ کسینے اُن کو
یہ بات جتائی تو اپنی جواب مین یہہ بات فرمائی
کہ ہمارا انکا اختلاف شرعی ہے (یعنی جس سے
دونون قول شریعت سی خارج نہین ہوتے)
اور جو مانع اقتدا یہ وجہ ممانعت بیان کرتے ہین
کہ ایسی صورت مین مقتدی امام کی نماز کو باطل
جانتا ہے سو مردود ہے کیونکہ وہ مسئلہ (جسمین امام
کا مقتدی سی خلاف ہی) اجتہادی مسئلہ ہے
اسمین مخالف کے خطاء پر ہونیکا اعتقاد ویقین
جایز نہین جیسا کہ اور مسایل اجتہادی کا حال ہے
اور مانعین کا قبلہ اور برتنون کے مسئلہ پر اِس
صورت کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے
کیونکہ غیر قبلہ کیطرف نماز پڑہنی والی یا پلید برتن

سعید بن المسیب و مالک رضی اللہ عنہما انتہی مختصرا۔

سے وضو کرنیوالے کی نماز کو تو امام و مقتدی دونون یقیناً باطل جانتے ہین کیونکہ ان صورتون مین امام یقینی امر کا خلاف کرتا ہی بخلاف مقتدی امام کے کہ فاسد کہے کہ وہ اسکے نماز کو یقیناً باطل نہین سمجھتا۔ امام احمد حنبل سے منقول ہے کہ وہ خون نکلنے سے وضو واجب ہوجانیکے قایل تہے۔ کسینے انکو پوچہا کہ اگر آپکا امام خون نکلنے سے وضو نہ کرے تو آپ اسکے پیچہے نماز پڑہین گے آپ نے جواب دیا کہ سبحان اللہ مین کہہ سکتا ہون کہ سعید بن المسیب اور امام مالک کے پیچہے نماز مین نہ پڑہونگا۔

آن اقوال واثار صحابہ کبار و مجتہدین اخیار دایمہ اعصار کو جنہین نہ کوئی وہابی تہا نہ بدعتی نہ مقلد نہ (بمعنی عرفی) غیر مقلد بلکہ سب کے سب طریق سنت کے پیشوا اور مذاہب اہلسنت کے مجتہد و مقتدا تہے) ہمارے زمانہ کے حضرات متخاصمین اہلحدیث و حنفیین غور کی نگاہون سے دیکہین۔ پہر انصاف سے کہین کہ انہی مسایل فرعیہ اختلافیہ (رفعیدین و آمین بالجہر وغیرہ) مین جنہین سلف صالحین کا اختلاف اور اس اختلاف پر انکا باہم اختلاط و ارتباط مذکور ہوا ہے ان حضرات کا کسطرح برتاؤ ہی کہ ان مسایل کے سبب ایک فریق دوسرے کو **وہابی ولامذہب** کہتا ہی اور وہ دوسرا اسکو **بدعتی و بدمذہب** وہ اسکے پیچہے اقتدا کو ناجایز و حرام بتاتا ہے وہ اسکے پیچہے اقتدا کو نماز کا مفسد سمجہتا ہے فریقین اپنے اپنے گریبان مین منہ ڈالکر خیال کرین کہ اس اختلاف مین وہ کس مذہب کے مقلد ہین اور کس امام و پیشوا کی متبع و پیرو۔

پہر اس اختلاف مین وہ اس حد افراط کو پہنچے ہوئے ہین کہ ان افعال کا مرتکب یا تارک تو درکنار اسکے ہمنشین و مجاور پر وہ اسی قسم کے احکام لگاتے ہین۔

ایک **ناحق شناس حنفی** کہتا ہے کہ جو شخص نماز مین رفعیدین و آمین بالجہر کرتا ہے اسکی پیچہے

والی نمازی کی بلکہ تمام صف نمازیون کی بلکہ کل مسجد والون کی نماز ٹوٹ جاتی ہے بلکہ مسجد جنبی ہوجاتی ہے جسکو دھونا اور غسل دینا واجب ہوجاتا ہے حالانکہ اس مفتی کے نزدیک نماز مین یا خارج از نماز کسیکو حدث ہوجانے (پٹ سے ہوا نکلنے) سے پاس والے یا کسی اور نمازی کی نماز نہین ٹوٹتی اور نہ مسجد لایق غسل ہوتی ہے **معلوم** ہوتا ہے کہ یہ رفعیدین (جسکو وہ شروع نماز مین بوقت تکبیر تحریمہ۔ اور وتر دن مین بوقت قنوت اور عیدین وجنازہ مین بوقت تکبیرات عمل مین لاتا ہے) اور یہ آمین (جسکو وہ نماز مین آہستہ اور خارج از نماز عام دعاؤن مین پکار کر کہتا ہے) اُسکے نزدیک (معاذ اللہ) حدث سے بھی بدتر ہین۔

اور ایک **ناخداترس اہلحدیث** کہتا ہے کہ حنفی جو نماز مین رفعیدین نہین کرتا اُسے ملنے اور چھونا والا بھی مسلمان نہین رہتا۔ حالانکہ یہ مفتی بہت سے بے نمازون اور مخنث بے ایمانون سے خوب میل جول رکھتا ہے۔ شاید اسکے نزدیک رفعیدین وآمین بالجہر اصل نماز وایمان واسلام سے بھی موکد امور ہین۔ برائے خدا فریقین کے مفتی اس افراط سے باز آوین۔ ان مسایل فرعیہ مین (جو نہ صحت وفساد نماز کا مدار ہین نہ کفر واسلام کا مناط وشعار) اختلاف کو ایسے درجہ مین رہنے دین جس درجہ مین اسکو سلف صالحین صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین نے رکھا ہے۔ اسمین اپنیطرف زیادتی نہ کرین۔

اسلام کی ایسی ضعیف ونازک حالت مین (جسپر ہر ایک چھوٹا خواہ اسلام کو روندتا آتا ہے) اسکے نام لیوون مین پھوٹ نہ ڈالین بلکہ آپس مین باہمی اتفاق واتحاد مین کوشش کرین اس جزئی وفروعی اختلاف مین چشم پوشی کرکے بنظر کلی واصولی اتحاد ایک دوسرے کو مسلمان سمجھے اسکے پیچھے نماز پڑھ لے۔ اسکی حالت بیماری وناداری مین خبرگیری ومدد کرے۔ اس سے اختلاط وارتباط پیدا کرکے اپنی قوی وراجح مسایل کو سنادے۔ نفرت ووحشت دلاکر اسکو حق سننے سے نہ بہکائے

یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا۔
(رواہ البخاری وغیرہ)

اور آنحضرت کے اس قول کو عملمین لاوے۔ کہ آسانی کرو دشکل مین نہ ڈالو۔ خوشخبری دو نفرت نہ دلاؤ۔ آیندہ اختیار ہے

جوابات سوالات کمیشن تعلیم

از طرف

انجمن ہمدردی اسلامی لاہور

ریمارک قبل اسکے کہ مین ان جوابات کو معرض نقل مین لاؤن اس بات کا بیان کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ ان جوابات کو اسلام یا اہل اسلام سے کیا تعلق ہے اور خاصکر اس رسالہ اشاعۃ السنہ سے (جسکا کام صرف اشاعت سنت و حمایت اسلام ہے) کیا علاقہ ہے۔ اور اسکے اس رسالہ مین درج کرنیسے کیا غرض ہے۔ **کہین ایسا** نہو کہ ہم باوجود دعوی حمایت اسلام و اشاعت سنت وہ کام کر رہے ہون جسکو اسلام سے تعلق نہ ہو اور ہمارے حال پر یہ بیت صادق آرہا ہو ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی ؛ کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستانست۔

لہذا بگوش توجہ سننا چاہئے **کہ بعض جوابات** تو ایسے ہین جنمین خاص تعلیم مذہب ہی سے بحث اور سرکار سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ سرکاری مدارس مین مسلمانون کے لڑکون کو اصول مذہبی (قرآن و حدیث) کی تعلیم دیجاوے۔ یا مسلمانون کے اُن مدارس کو (جنمین وہ مذہبی تعلیم دیتے ہین) روپیہ سے مدد دیجاوے (دیکھو جوابات نمبر ۲ و ۳ و ۱۰ و ۱۴ و ۳۴ و ۳۹ وغیرہ) جنمین یہہ بات بتصریح لکھیگئی ہے اور اس سے بڑھکر اس امر کی تصریح اس ضمیمہ رپورٹ انجمن ہمدردی مین ہوئی ہے جو بعد اختتام جوابات منقول ہوگا۔ نمبر ۳۹ مین تعلیم مذہبی کے ساتھ اسکی تعمیل (نماز پڑھنی) کی اجازت کی بھی درخواست کی گئی ہے۔ **اِن جوابات** کا موید و مفید و عوام ہونا میرے نزدیک محتاج دلیل و اثبات نہین۔ **بعض لوگون** کا یہہ خیال ہے کہ سرکاری مدارس مین مذہب اسلام کی تعلیم جاری ہونی یا اُن

مدارس کو جہان اس مذہب کی تعلیم ہوتی ہے مدد دینے کی درخواست اس امر کے درخواست کی موید ہے کہ ہندؤن اور عیسائیون کو بھی مدارس سرکاری مین مذہبی تعلیم دیجاوے یا انکے مذہبی مدارس کو روپیہ سے مدد دیجاوے اور یہ امر منافی حمایت اسلام ہے۔

مگر یہ خیال انتخاب صحیح ہو سکتا ہے جبکہ ہندؤن اور عیسائیون کی مذہبی تعلیم یا معاونت تعلیم صرف انجمن کی اس درخواست کا نتیجہ ہو جسکی علامت یہ ہو کہ اگر یہ انجمن یا کوئی اور مسلمان جماعت اس امر کی درخواست نہ کرے تو ہندؤن اور عیسائیون کی تعلیم یا معاونت تعلیم ملتوی رہے۔ اور جس حالت مین عیسائیون کو پہلی ہی سے مذہبی تعلیم پر مدد مل رہی ہے اور ہندؤن کو مذہبی تعلیم پر مدد دینے کو گورنمنٹ خود تیار ہے تو انجمن کی اس درخواست کا اسمین کیا دخل و اثر ہے۔

اگر انجمن اس خوف سے اہل اسلام کے لئے مذہبی تعلیم یا معاونت تعلیم کی درخواست نہ کرے یا اس تعلیم و معاونت تعلیم کی مخالف رائے دے تو اسکا نتیجہ بجز اسکے اور کچھ نہ ہوگا کہ صرف ہندؤن اور عیسائیون کو سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم دیجاویگی یا انکے مذہبی مدارس کو روپیہ سے مدد ملیگی۔ مسلمان اور ان کے مذہبی مدارس ان دونون صورتون معاونت سے محروم رہینگے۔ اور یہ امر جیسا کہ (مضر یا مفید) بحق اسلام ہے ظاہر ہے۔

بعض لوگون کا یہ خیال ہے کہ سرکاری مین مذہبی تعلیم مسلمانون کے لئے ہوئی بھی تو کیا ہوگی۔ مذہبی تعلیم اہل اسلام کے لئے تو اپنے ہی گھرون اور مسجدون مین اور اپنے ہی مقدس علماء سے مناسب ہے۔

یہ خیال بھی ان لوگون کی نسبت تو صحیح ہے جنکو اپنے گھرون مین اور مسجدون مین اپنے علماء سے دینی و دنیوی تعلیم میسر و ممکن ہے۔ اور انکو سرکاری مدارس

کی کچھہ پرواہ نہین ہے - ایسے لوگون کو ہم بہی نہین کہتے کہ وہ سرکاری مدارس مین جاوین اور وہان جاکر دین سیکہین -

مگر یہہ خیال ان لوگون کے حق مین غلط و زہر قاتل ہے جو مسجدون کا دروازہ نہین دیکہتے اور گہرون پر خدا کا نام نہین لیتے تولّد ہوتے ہی اے بی سی کے سواے کچہہ نہین پڑہتے اور سرکاری سکولون کو قبلہ حاجات و کعبہ مرادات دنیوی جانتے ہین - ایسے لوگون کے لئے اگر سرکاری سکولون مین بھی مذہبی تعلیم کا بندوبست نہو تو پہر وہ مذہبی تعلیم کہان پاوینگے -

مانا کہ سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم جیسی چاہئے ویسی نہ ہوگی مگر مطلق نہونیسے جیسی ہو ویسی بہتر ہے مثل مشہور ہے "مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ" - جسکو ہندی والے یون کہتے ہین - کچہہ نہ ہونیسے کچہہ ہونا بہتر ہے" - اور انگریزی مین یون کہتے ہین "سم تہنگ از بٹر دین نہ تہنگ" - اور بعض جوابات ایسے ہین جنمین مدارس مخالف اسلام پر نکتہ چینی کی گئی ہے (دیکہو جواب نمبر ۱۵ - ۱۹ - ۲۰ - ۲۴ - ۳۰ - ۵۷ - وغیرہ جنمین مشنری سکولون کے واقعی معائب و نقصانات کا بیان ہے اور ان مدارس کی امداد کو کم کر دینا کی بابت رای دی گئی ہے اور نمبر ۴۲ لغایت ۴۶ جنمین زمانہ مدارس سے مشنری لیڈیون کی مداخلت کے برخلاف رائے دیگئی ہے ان جوابات کا بہی مفید و موید اسلام ہونا محتاج بیان و اثبات نہین ہے **اور بعض جوابات** ایسے ہین جنمین عام حالات مدارس دیسی و سرکاری کا بیان ہے (جیسے جواب نمبر ۴ لغایت ۹ و نمبر ۱۱ - ۱۶ وغیرہ اکثر جوابات جنمین مدارس کے طلباء کی تعداد - انکی علوم مروجہ کی کیفیت انکے طلباء کی لیاقت انکی مروج و مستعمل زبان کی حالت انکے نبہاو چلاؤ کی صورت وغیرہ وغیرہ) یہہ جواب گو بظاہر تاریخی حالات ہین جو اسلام سے اجنبی

Som thing is better than nothing -

معلوم ہوتی ہین مگر درحقیقت یہہ سبھی جواب اسلام واہل اسلام کے مویدہین ۔
بطور تمثیل ایک دو جوابات کا مفید اسلام ہونا بیان کیا جاتا ہے ۔
دیکھو جواب نمبر ۱۱ مین اُردو زبان کا مدارس مین قایم رکھنا بیان کیا گیا ہے جسمین بظاہر ایک ایسی چیز کی تائید ہے جو ہندو مسلمانان سب مین مشترک ومساوی الاستعمال ہے مگر غور سے دیکھا جاوے تو اسمین اسلام واہل اسلام کا زیادہ فایدہ متصور ہے ۔ کیونکہ مسایل اسلام کا بہت سا حصہ اردو زبان مین پایا جاتا ہے جسکا رواج پنجاب مین سرکاری مدارس اور سرکاری عدالت کے سبب سے ہوا ہے ۔ اور اگر سرکاری مدارس اور عدالتون سے اُردو زبان اُٹھہ گئی تو چند سالون مین عام لوگون سے وہ حصہ اسلام بھی اُٹھہ جاویگا اور عام لوگون مین بجز **سنجات المومنین** **دیکی روٹی** کے (پنجابی زبان مین چھوٹے چھوٹے رسایل مین جنمین نماز وغیرہ کے مسایل ہین) کچھہ جاننے والہ نظر نہ آویگا ۔ ایسا ہی اور بلاد کا حال ہے جہان اُردو زبان روزمرہ کی عام زبان نہین ہے ۔ اور مسلمانون مین اکثر لوگون کا ٹکڑا کھانا بھی اسی اُردو کے ذریعہ سے ہے ۔ اور اگر اُردو سرکاری مدارس اور عدالتون سے اُٹھایا گیا تو مسلمانون کو ایک عرصہ دراز تک (جبتک کہ وہ ہندی یا مہاجنی یا لنڈے نہ سیکھین) بیحد تکلیف پڑیگی ۔ اب بتاؤ اس اُردو کو قایم رکھنی کی بابت رائے دینا اسلام واہل اسلام کے لئے مفید ہے یا نہین ۔ رہا یہہ کہ اسمین اُن ہندون کا بھی فایدہ ہے جو اُردو کے ذریعہ سے معیشت چلاتے ہین سو فایدہ اہل اسلام کے منافی نہین ۔ اسلام مین یہہ بخل نہین کہ بات وہی کہے جسمین اپنا فایدہ ہو اور دونکو اسکا نفع نہ پہنچے ۔
نمبر ۶ و ۷ و ۱۶ لغایت ۱۹ و ۳۲ و ۳۳ لغایت ۳۸ مین موجودہ مدارس سرکاری سے سرکار کا اہتمام اُٹھائے جانے اور انکا اہتمام دیسی اشخاص کے سپرد ہونے

اور دیسیون کو اختیارات کامل عطا ہوئے اور دیسی مدارس کے لئے شروط امداد کو ہلکا کرنیکی بابت رائے دیگئی ہے جو ایک صرف مسجد نشین مولوی صاحب یا حجرہ نشین صوفی صاحب کو کچہری والون کی گپ معلوم ہوتی ہے مگر اسمین اسلام واہل اسلام کی کمال خیر خواہی دوست گیری پائی جاتی ہے۔

اسکا حال ذرا گوش ہوش سے تعصب و خود پسندی کی روئی نکالکر سُنین تو معلوم ہو کہ ان باتون کی استفسار و بحث سے سرکار کی کیا غرض ہی ہے اور انکا اثر و نتیجہ کس قوم کی کامیابی و نامرادی ہے۔ اور انجمن ہمدردی کو ان جوابات سے کیا مدنظر۔ پس واضح ہو کہ **کمیشن** تعلیم کے قایم ہونیسے **غرض** و علت غائی یہہ ہے کہ سرکار اعلی تعلیم سے سبکدوش ہو جاوے اور اسکا بوجہہ اوسکی گردن پر ڈالے۔ جیسا کہ ولایت یورپ مین دستور ہے۔ **اور مراسلہ** کورٹ آف ڈایرکٹرز کا (جو ۱۸۵۴ مین ارسال ہوا تہا) عین یہی منشاء ہے اسی دستور کے جاری کرنے اور اسی منشاء کے پورا کرنے کو یہہ کمیشن تعلیم قائم ہوئی ہے اور وہ ان باتون کے استفسار سے یہہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ آیا دیسی لوگ اس بوجہہ کے اُٹہانے کے لایق ہوئی یا آیندہ کسی طور سے ہو سکتے ہین یا نہین؟ **اسکے جواب** مین جو کچہہ کسی کے سمجہہ مین آیا اُس نے کہا۔ بعض **انجمنون** اور خاص اشخاص نے یہہ کہا ہے کہ ابہی ملک اس بوجہہ کے اُٹہانے لایق نہین ہوا۔ سرکار اس بوجہہ سے سبکدوش ہونیکا قصد نہ کرے اور اعلی تعلیم کے اہتمام سے دست بردار نہ ہو جائے۔ ان لوگون نے یہہ خیال کر لیا ہے کہ ہم اس بوجہہ کے اُٹہانے سے انکار کرین گے تو سرکار خواہ مخواہ اسکی متحمل رہیگی اس سے سبکدوش نہ ہوگی اور مضمون مراسلہ ۱۸۵۴ء وغرض کمیشن تعلیم کو سوچکر یہہ نہ سمجہا کہ یہہ سبکدوشی تو عین مدعا سرکار ہے ہم یہہ بوجہہ نہ اوٹہا دینگے۔ تو سرکار اس بوجہہ کو غیر دیسی اشخاص (پادری لوگ

جو خوشی سے اسکے متحمل ہونیکو مستعد و تیار ہین) کے سر پر رکھدی گی۔

انجمن ہمدرد نے اس غرض و منشا رکیشن و مراسلہ کو پاکر یہہ جواب دیا ہے کہ اگرچہ بالفعل اور دم فقد ملک کی ایسی حالت نہین ہے مگر دیسی اشخاص مین اس بوجھ کے اٹھانیکی صلاحیت و لیاقت موجود ہے۔ اگر سرکار انکو روپیہ سے کافی مدد دی اور انتظامات کامل یورپین اشخاص کیطرح عطا کرے تو وہ اس بوجھ کے متحمل ہونیکو طیار ہین۔ اس غرض و منشا کو اُدھر یار لوگ (حضرات پادری) بہی تاڑ گئے اور اعلی تعلیم کا بوجھ اٹھانیکو آموجود ہوے۔ انکی تعلیم مین ایک مذہبی تعلیم کا جزو لازمی ہونا انکی مراد کا سدّ راہ تہا یارون نے اسکو یون اٹھایا کہ مذہبی تعلیم کو غیر لازمی (اختیاری) کردیا۔

پس اگر سرکار نے مضمون مراسلہ ۱۸۵۴ء کو پورا عمل مین لانا اور اعلی تعلیم سے سبکدوش ہو جانا چاہا اور ادہر دیسی لوگون مین سے کسی نے اس تعلیم کا بوجھ اٹھایا تو سب کچھ بنا بنایا کیا کرایا پادریون کے ہاتھ آئیگا جسمین بیچارہ اُن مسلمانون کا جو اعلی تعلیم کے طالب ہین گلہ بغیر چھری کٹ جائیگا کیونکہ اگر انہون نے اعلی تعلیم کے طمع سے مشنری سکولون مین قدم ڈالا تو انکو خواہ مخواہ عیسائی یا حامی عیسائی ہونا پڑیگا۔ اسلئے کہ گو وہان بظاہر مذہبی تعلیم لازمی نہ ہوگی مگر باطنی کوششین (انتظام و مزید کوشش و اہتمام تعلیم) ایسے لگی رہینگی جس سے وہ اختیاری بہی لازمی سی تاثیر پیدا کریگی۔

اور اگر انکو مذہبی خیال سے مشنری سکولون سے نفرت رہی تو اور جگہ انکو اعلی تعلیم میسر نہ ہوگی جس سے انکی حالت افلاس و ابتری روز بروز بڑہتی جائیگی۔

اور اگر انجمن ہمدردی کی رائے نے گورنمنٹ اور دیسی اشخاص پر اثر کیا اور درصورت دست برداری سرکار کی اعلی تعلیم سے اس تعلیم کا بوجھ دیسی اشخاص نے اپنے ذمہ لیلیا اور گورنمنٹ نے انکو اس اہتمام و انصرام کے لئے کافی روپیہ دیکر پورا خود مختار بنا دیا

تو اسکا نفع اہل اسلام بلکہ تمام ملک کو پہنچیگا اس سے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ رائے انجمن ہمدردی کی کچہری والون کی گپ ہے یا سراسر مسلمانون اور ملک کی خیر خواہی۔

شاید کوئی سوال کرے کہ اعلی تعلیم کی مسلمانون کو ضرورت ہی کیا ہے اسکے حاصل کرنیکو نہ وہ مشنری سکولون مین جانیکی حاجت رکہتے ہین نہ اور کہین اسکی تلاش کے محتاج ہین اگر اعلی تعلیم کو مشنریون نے سنبہال لیا تو کیا ہوا اور اگر کہین بہی اسکا نام ونشان نہ رہا تو کیا ہوا۔ **اسکا جواب** یہہ ہے کہ جو مسلمان اعلی تعلیم مدارس سرکاری کے محتاج وطالب نہین انکی نسبت تو ہمنے بہی اس تعلیم کو ضروری نہین ٹہرایا اور نہ اس تعلیم کی نقل تحویل مین انکا ضرر بتایا ہے۔ ہمنے تو ان ہی لوگون کے حق مین اسکا ضرر بتایا ہے کہ جو اس تعلیم کے طالب ہین اور ان ہی کے ضرر کا لحاظ وعلاج کیا ہے۔

اب یہہ دیکہنا ضروری ہے کہ تعلیم کے شایق مسلمانون مین اس تعلیم کے طالب زیادہ ہین یا غیر طالب زیادہ۔ جہانتک ہمکو غور ونظر ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس تعلیم کے طالب زیادہ ہین۔ لہذا ان لوگون کے نقصان کا لحاظ ضروری ہے۔ شاید کوئی **اسپر** بہی یہہ **اعتراض** کرے کہ جو اس تعلیم کے طالب ہین وہ خطا پر ہین پس انکی خطا مین اعانت وموافقت کیا ضرور ہے۔ اسکا جواب ذیل مین بحث تعلیم انگریزی کے ضمن مین معروض ہے۔

اور **بعض جوابات** ایسے ہین جنمین ملک کے لئے عموماً اور مسلمانون کے لئے خصوصاً دنیوی عزت ورفاہیت کے وسایل واسباب بہم پہنچانیکی تائید کیگئی ہے (دیکہو جواب نمبر ۳۴ و ۴۷ جنمین عموماً انگریزی زبان کی تعلیم کو وسعت دینے کی درخواست کی گئی ہے۔ اور نمبر ۶۰ وغیرہ جنمین خصوصاً مسلمانون کے لئے انگریزی کا خاص انتظام کرنے کی درخواست ہے)

ان جوابات کا مفید اہل اسلام ہونا بھی ظاہر ہے۔ محتاج بیان نہیں ہے مگر رفع اشتباہ ناواقفوں یا متعصبوں کے لئے اسمیں کسیقدر بحث ضروری معلوم ہوتی ہے

بعض لوگون (متعصب مولویون یا جاہل صوفیون) کا یہ **خیال و مقال** ہے کہ انگریزی پڑہنی گناہ ہے۔ پہر اس انگریزی کے ذریعہ سے نوکریان کرنا اور دنیا مین عزت و ترقی پیدا کرنا اور بہی سخت گناہ ہے۔ مسلمانون کو چاہئے کہ صرف دینی علوم پڑہین۔ اور علم پڑہکر خدا کی یاد و عبادت مین لگے رہین نہ کسب کرین نہ تجارت کرین نہ نوکریون کی بلا مین پڑین۔ پس جو شخص یا جو کوئی جماعت مسلمانون کے لئے انگریزی پڑہنے اور دنیاوی ترقی مین کوشش کرنیکے لئے یہہ سامان مہیا کرتے ہین وہ انکے بدخواہ ہین جو انکو بلاؤن مین پہساتے ہین خیرخواہ ہرگز ہرگز نہین ہین۔

اس خیال و مقال کے دو جواب ہین **اول** یہہ کہ (جو بادی الرائے پر مبنی ہے) کہ اس انجمن نے ان لوگون کے لئے انگریزی پڑہنی اور اس انگریزی ذریعہ سے دنیاوی عزت و رفاہیت حاصل کرنیکی تجویز و تائید نہین کی جو دینی علوم پڑہتے پڑہاتے ہین اور ات دن قال اللہ قال الرسول اور خدا کے ذکر و یاد مین مصروف ہین نہ انکو تجارت سے کام ہے نہ نوکری سے تعلق ہے وہ خدا کے کام مین لگے ہوئے ہین خدا انکے کام اور ون سے کرا دیتا ہے اور یکی پکوائی بہجوا دیتا ہے۔ **بلکہ** یہہ تجویز و تائید اُن لوگون کے لئے ہے جنکی ہمت رات دن دنیا و اسباب دنیا کیطرف لگی رہتی ہے۔ اُن لوگون کو انجمن ہمدردی نے یہہ تجویز بتائی (اور اسی تجویز کی تائید کی ہے) کہ وہ لوگ دنیا ہی کے طالب ہین تو اس دنیا کو ذلیل طور پر اور ذلیل ہوکر حاصل نہ کرے بلکہ ایسے طور سے حاصل کرین جسمین وہ خود بہی آسایش و عزت سے عمر بسر کرین اور اپنی اور ابنائے جنس (خصوصاً ان

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

مولوی صاحبان و صوفی صاحبان اہل توکل) سے بھی سلوک کر سکین۔
دو روپیہ ماہوار کی سائیسی یا پانچ روپیہ کی چپراسی کی نوکری یا دس روپیہ کی منشی گری پر اکتفا نہ کر بیٹھین بلکہ انگریزی علوم (جسکی اسوقت دنیا مین قدر و منزلت ہے) حاصل کر کے سو دو سو روپیہ کی ملازمت مشروع جسمین ظلم و معصیت کی صریح معاونت نہو حاصل کرین جس سے وہ عمدہ عمدہ کام کر سکتے ہین۔

دوسرا جواب (جو نظر غایر سے پیدا ہوا ہے) یہ ہے کہ اگر سوائے ان طالبان دنیا کے اور لوگون کو بھی انگریزی پڑھنی اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت و رفعت حاصل کرنیکی رغبت دلائی جاوے تو اسمین بھی گناہ خواہ مخواہ دامنگیر نہین ہوتا، بلکہ اسمین ثواب اخروی و رضاء الہی کا حصول بھی ممکن و متوقع ہے۔
مسلمان کے لئے انگریزی زبان کے پڑھنے یا سیکھنے یا بولنے کی ممانعت شرع مین کہین وارد نہین ہے اور نہ اس ممانعت کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے۔
اگر مانعین کے خیال مین ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ کافرون کی زبان ہے تو یہ وجہ محض فضول ہے کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہندی اور فارسی بلکہ عربی پڑھنی اور سیکھنی بھی منع ہو جاوے اسلئے کہ ہندی دراصل ہندؤن کی زبان ہے۔ فارسی پارسی آتش پرستون کی۔ مسلمانون کے استعمال مین یہ دونو زبانین پیچھے سے آئی ہین۔
عربی زبان بھی اگرچہ آنحضرتؐ کی زمانہ نبوت و بعثت کے بعد مسلمانون کے استعمال مین آئی ہے مگر پہلے تو وہ بھی کافرون (ابوجہل و ابولہب) کی زبان تھی۔ اگر ان لوگون کا یہ خیال صحیح ہوتا تو خدا تعالی اپنی مقدس کلام (قرآن مجید) کو اس عربی زبان مین جسکو کافر بولتے تھے نازل نہ فرماتا۔
قرآن پر کیا حصر ہے سبھی کتابین آسمانی ہر ایک نبی پر اس زبان مین نازل ہوئی ہین

جو اس نبی کی قوم کی (کافر ہی کیون نہو) زبان ہی چنانچہ خدا تعالی نے فرمایا،

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم - ابراہیم ع ۱ -	ہمنے کوئی رسول نہین بہیجا مگر اسکی قوم کی زبان کے ساتھہ تاکہ وہ ان کے پاس

ہماری وحی و احکام بیان کرے - خدا تعالی کا یہہ فرمانا اور قرآن وغیرہ کتب کا ہر قوم کی زبان مین اتارنا اس بات پر کامل اور روشن دلیل ہے کہ کسی زبان کو (کافرون کی کیون نہ ہو) استعمال مین لانا گناہ نہین ہے - آنحضرتؐ کے حکم و عمل کو دیکہا جاوے تو اس سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے کہ غیر مذہب والون کی زبان سیکہنی منع نہین ہے -

صحیح بخاری مین بطور تعلیق - اور تاریخ بخاری مین باسند زید بن ثابت

عن زید بن ثابت ان النبی صلعم امرہ ان یتعلم کتاب الیہود حتی کتبت للنبی صلعم کتبہ واقرئہ کتبہم - (بخاری صفحہ ۱۰۶۸)	سے روایت ہے کہ آنحضرت نے انکو حکم دیا کہ یہودیونکی خط و کتابت سیکہہ لین وہ کہتے ہین مینے سیکہہ لی یہانتک کہ مین آنحضرت کو یہودیون کے لئے خط لکہہ دیتا اور انکے خطوط سناتا،

اور اگر یہی لغات اور زبانون کا واضع بنانے والا) خدا تعالی کو تسلیم کیا جاوے چنانچہ شیخ ابو الحسن اشعری کا قول ہے - جو کتب اصول و تفاسیر مین منقول ہے

وعلم آدم الاسماء کلها (بقرہ ع ۳) - ومن آیاته خلق السموت والارض واختلاف السنتکم والوانکم (روم ع ۳ القول الثانی) وهو المشهور ان المراد اسماء کل ما خلق الله من اجناس المخلوقات من جمیع اللغات المختلفة التی	اور ان آیات قرآن کا کہ خدا تعالی نے آدم کو ساری چیزون کے نام سکہائے" اور تمہاری زبانون اور رنگون کا اختلاف خدا تعالی کی نشانیون سے ہے" یہی اسیطرف اشارہ ہے چنانچہ امام الرازی نے تفسیر کبیر مین یہی پہلی آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ خدا تعالی

يتكلم بها ولد آدم اليوم من العربية والفارسية والرومية وغيرها وكان ولد آدم عليه السلام يتكلمون بهذه اللغات فلما مات آدم وتفرق ولده في نواحي العالم تكلم كل واحد منهم بلغة معينة من تلك اللغات فغلب عليه ذلك اللسان فلما طالت المدة ومات منهم قرن بعد قرن نسوا سائر اللغات فهذا هو السبب في تغير الالسنة في ولد آدم عليه السلام (تفسير كبير) وثالثها قوله تعالى ومن آياته خلق السموات والارض واختلاف السنتكم والوانكم ولا يجوز ان يكون المراد منه اختلاف تاليفات الالسنة وتركيبها لان ذلك في غير الالسن ابلغ واكمل فلا يفيد تخصيص الالسن بالذكر فبقي ان يكون المراد اختلاف اللغات (محصول الرازي)

نے آدم علیہ السلام کو عربی فارسی رومی وغیرہ لغات سکہا دئے جو اسوقت آدم کی اولاد ان سب لغات کو استعمال کرتے ہین جب آدم علیہ السلام فوت ہوئے تو اولاد آدم اطراف عالم مین متفرق ہوگئے۔ پس وہ ان نواح مین ایک ایک زبان بولنے لگے جب ان پر ایک زبان غالب ہوگئی اور اسمین ایک مدت گذر گئی اور اسمین کئی پشتین فوت ہوگئین تو انکو اور بہت زبانین بہول گئین اور اپنی کتاب محصول مین دوسری آیۃ کو مذہب شیخ ابو الحسن کے تائید مین نقل کرکے کہا ہے کہ اس سے زبانون کی اختلاف ترکیب مراد نہین ہے۔ یہ ترکیب زبانون کے سوائے اور چیزون مین بڑہکر پائی جاتی ہے۔ پہر زبان کی تخصیص سے کیا فایدہ۔ پس یہی بات رہی کہ اس سے بولیون کے اختلاف مراد ہین۔ تو اس صورت مین آسانی سے جہگڑا طے ہوتا ہے کیونکہ اس تقدیر پر سبہی زبانین خدا کی زبانین ہوئین۔ پہر اسکے نبی اور صفی آدم علیہ السلام کین۔ کسی کافر کے کفر کا اسمین دخل نہ ہوا۔

اس بیان سے (یقین ہے) ناظرین کو ثابت ہوگا کہ انگریزی زبان سیکھنے کی شرع مین کوئی ممانعت نہین ہے۔ انگریزی اس حکم جواز تعلم مین بعینہ ایسی ہے جیسکہ ہندی و فارسی و عربی۔ رہا یہہ امر کہ ان زبانون مین ترجیح و فضیلت کس زبان کو ہے سو بسبب اختلاف اغراض مختلف حکم رکھتا ہے۔ اخروی اغراض کی نظر سے مسلمانون کے لئے عربی زبان افضل ہے کیونکہ انکے دینیات انکی عبادات عربی زبان مین ہین۔ انکی کتاب مقدس انکے رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہی زبان ہے۔ اس سے مسلمانون کے دینیات و عبادات کے لئے تو عربی کی ضرورت ثابت ہی ہے۔ اور اگر وہ باہمی بول چال روزمرہ مین بھی عربی زبان ہی کو استعمال کرین تو یہہ بھی اخروی ثواب سے خالی نہین۔ کیونکہ اسمین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری پیروی و مشابہت پائی جاتی ہے۔ اور دنیوی اغراض کی نظر سے ہر ایک کو عام کارروائیون کے لئے اسکی مادری زبان افضل ہے اور خاصکر اعلی درجہ کی نوکریان اور دنیاوی عزت حاصل کرنیکے لئے آجکل انگریزی زبان ہی افضل ہے جو بادشاہ وقت کی زبان ہے۔ ہان بعض انگریزی کتابون کے مضامین ایسے فلسفیانہ و معاندانہ ہوتے ہین جنسے لوگون کے عقائد مسلمہ خراب ہوجاتے ہین یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ جو انگریزی پڑھتے ہیں پابندی مذہب چھوڑدیتے ہین مگر اسکا علاج یہ نہین کہ انگریزی پڑھنے سے لوگون کو منع کیا جاوے یہہ علاج تب کارگر ہوسکتا ہے جبکہ انگریزی کے متعلق لوگون کے غرض دنیاوی ہوا اور منع کرنیسے انکا انگریزی پڑھنا متوقع ہو۔ بلکہ اسکا علاج یہہ ہے کہ اس انگریزی کے ساتھہ مذہبی تعلیم کو بھی شامل کردین اور ان لوگون کے لئے جو انگریزی پڑھنا چاہین مذہبی تعلیم

کے اسباب و وسایل ہم پہنچا دین - جنکے ذریعہ سے انکے عقاید خراب ہونے سے بچ سکین - چنانچہ انجمن ہمدردی نے اپنے جوابات اور ضمیمہ رپورٹ مین اسی پر زور دیا ہے - اور گورنمنٹ سے درخواست کی ہے کہ سرکاری مدارس مین بھی اول گھنٹہ مذہبی تعلیم ہوا کرے اور ان مدارس کو جو مذہبی تعلیم کے لئے مخصوص ہین روپیہ سے مدد دیجاوے - اس علاج کے عمل مین لانیسے لوگون کو اپنا مطلب دنیاوی بھی ناتہہ آئیگا اور انکا ایمان بھی سلامت سے نہ جاویگا - اسکی مثال (بے نظیر) یہہ ہے جو پہلے زمانہ کے علماء اسلام نے علم منطق و فلسفہ کے (جسمین عقاید اسلام کے صریح مخالف عقاید ہین جیسے عالم کا قدیم ہونا - آسمان کا خرق والتیام محال ہونا - آسمان کا متحرک رہنا - جسم کا ہیولی اور صورت سے مرکب ہونا وغیرہ وغیرہ) ضرر کا علاج کیا ہے - جب ان علوم کو عقاید اسلام نے مخالف پایا اور ان کو چھوڑنا مناسب وقت نہ دیکھا یا لوگون سے انکا چھوڑنا ناممکن سمجھا تو اسکے ساتہہ ساتہہ کتب عقاید و کلام کا پڑہنا شروع کر دیا اور اسمین ان عقاید کے برخلاف عقاید اسلام کو مدلل اور موید کر دیا اگرچہ پہلے علماء نے اسکا علاج یہہ کیا ہے کہ منطق و فلسفہ پڑہنے سے منع کیا بلکہ اسکے ساتہہ ہی علم کلام و عقاید سے بھی روکا (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ و ۲ جلد اول مین اسکی تفصیل ہو چکی ہے - مگر اکثر بلاد و اقالیم مین اسپر عمل درآمد نہین ہوا - ابتداء سے اسوقت تک ہندوستان بھر کا یہی حال رہا ہے کہ بڑے بڑے مدارس اور نامی شہرون (دیوبند - دہلی - سہارنپور - لکھنو وغیرہ) مین کتب فلسفہ یونانی (میبذی صدرا وغیرہ) بھی پڑہائی جاتی ہین اور اسکے ساتہہ شرح عقاید و خیالی کا بھی درس ہوتا ہے —

یہہ کوئی نہین کہتا کہ منطق کو بالکل موقوف کر دے - یہی علاج ضرر انگریزی کا کرنا چاہیئے جو لوگ انگریزی پڑہنا چاہین انکو مذہبی تعلیم مین پختہ کیا جاوے وہ اپنے

مذہب سے واقف ہوکر ضرر عقاید باطلہ کتب انگریزی سے بچ جاوینگے اور اس انگریزی کے ذریعہ سے دنیاوی عزت اور معزز نوکریان بہی حاصل کرینگے

اسمین اُن لوگون کا یہہ خیال کہ نوکریان و دنیاوی عزت حاصل کرنا گناہ ہی اور ہر ایک کو بجز ذکر و عبادت (معرفتین) اور کوی کام کرنا جایز نہین ہے سراسر جہالت کا نتیجہ ہے جسپر کوئی شہادت و دلالت کتاب و سنت و اثار سلف امۃ مین پائی نہین جاتے۔

ایسے ہی جاہلانہ خیالات والے لوگون کے ہاتہہ سے دین اسلام اس درجہ ضعف و غربت کو پہنچا ہے۔ انہی حضرات کے اغواء سے اہل اسلام کی ایسی حالت ذلت و افلاس ہو رہی ہے جسکی بیان کی ضرورت نہین۔ **الحق** یہہ لوگ باوجود دعوی دوستی و خیرخواہی اسلام اسلام کے سخت دشمن ہین اور کیون نہ ہون **مثل مشہور** ہے کہ نادان دوست دانا دشمن سے بدتر و زیادہ تر ضرر رسان ہوتا ہے۔

انہی لوگون کے یمن و برکت سے مسلمان ایسی حالت کو پہنچ گئے ہین کہ اپنا کوئی قومی کام اشاعت دین اسلام بے دغدغہ نہین کرسکتے۔ قومی کیا شخصی کامون مین بہی عاجز اور درماندہ ہین **ایک ہندو** یا عیسائی صداقت و حقانیت دین اسلام دیکہکر مسلمان ہوجاتا ہے تو اس خاص شخص کے لئے کوی کفالت معاش چند روزہ (جنمین وہ مسایل دین اسلام سے بخوبی واقف ہوجاوے) نہین کرسکتا۔ **ایک رسالہ** یا کتاب اسلام کی تائید مین کوئی چہپوانا چاہے تو دربدر بہیک مانگتا پہرتا ہے کوئی کوڑی ہاتہہ پر نہین رکہتا۔ میرے اس بیان مین غالبًا کسیکو شک نہوگا اگر کوی ایسا شخص (جسکی انکہہ پر تعصب و جہالت کی پٹی بندہی ہوئی ہے) اس سے انکار کریگا تو مین **اُن** نومسلم اشخاص کی (جو لاہور مین

میرے سامنے مسلمان ہوئے اور ابتک وہ مگرے کی محتاجی سے حیران و پریشان پہرتے ہین) اور اُن کتب و رسایل کی جو تائید دین اسلام مین تالیف ہوئے ہین پر روپیہ کے نہ ہونے سے سال ہا سال سے لٹک رہے ہین فہرست دونگا یہہ لوگ پہلی صدیون مین ہوتے تو دین اسلام مدت کا ختم ہوا ہوتا اسکا اثر ونشان ملک ہند تک کبہی نہ پہنچتا۔

اُن ظالمون اور اسلام کے دشمنون کو ان باتون سے تو کچہہ اثر ہوگا۔ بلکہ اور ہم پر طیش و جوش آئیگا۔ انکو اپنے خیال کی غلطی تب معلوم ہو جبکہ انکے فتوحات و آمدنیان بند ہو جائین۔ جو لوگ کسب تجارت و نوکریان کرکے انکے پیٹ بہرتے اور انکے آگے کہانا روپیہ لا دہرتے ہین وہ کسب و تجارت چہوڑکر انکی طرح تنگ ہو جاوین اور انکے پاس مسجدون اور خانقاہون مین آکر ڈیرے لگا بیٹہین۔ اور یہہ آسمان سے قوم بنی اسرائیل کا سامن و سلوے یا غیب الغیب سے حضرت مریم علیہا الصلوٰۃ والسلام کیطرح میوجات و رزق نازل نہ ہو تو ان حضرت کو اپنی غلطی خیال کا پتہ لگے پہر تو یہ بہی کہین کہ کسب و تجارت و نوکری ملازمت (انگریزی کے ذریعہ سے کیون نہ ہو) حلال ہے اور یہہ عبادت اطاعت کا عین ذریعہ و وسیلہ ہے۔ خیر ان حضرات سے ہمکو کیا کام وہ مانین خواہ نہ مانین ہم اپنے اور مسلمانون بہائیون کو حق بتاتے ہین اور وہ آیات و احادیث و آثار سناتے ہین جنسے دنیاوی کسب و طلب و مال کی ترغیب پائی جاتی ہے۔ اور فقیر محتاج ہونیکی مذمت نکلتی ہے۔

خدایتعالی نے حضرت داؤد و سلیمان کو بادشاہ کیا اور اسکو اپنا فضل فرمایا اور اسپر امتنان ظاہر کیا چنانچہ سورہ نساء مین ہے کیا یہودیون کے لئے بادشاہت مین کچہہ حصہ ہے؟ ہو تو لوگون کو کہٹلی کہجور کی سوراخ کے برابر کچہہ نہین

ام لهم نصيب من الملك فاذا لا يؤتون الناس نقيرا - ام يحسدون

ام یحسدون الناس علی ما اتٰھم اللہ من فضلہ فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتینٰھم ملکا عظیما۔	کیا وہ لوگون سے اس پر حسد کرتے ہین کہ خدا نے انپر فضل کیا۔ ہمنے ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت دی اور انکو بڑی بادشاہت دی ہے۔

یہان آل ابراہیم سے حضرت سلیمان اور حضرت داؤد مراد ہین چنانچہ عامہ مفسرین نے

وشددنا ملکہ واتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب	تصریح کی ہے اور صورہ **ص** مین حضرت داؤد کے حق مین صریح یہی آگیا ہے کہ ہمنے اسکی بادشاہت
رب اغفرلی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی	کو قوت دی اور حضرت سلیمان سے نقل کیا ہے اے خداوند مجھے ایسی بادشاہت دے جو میرے سوا اور کسیکی نہو۔
ولقد اتینا داؤد وسلیمان علما	اور فرمایا ہمنے داؤد کو اپنی طرف سے فضل اور بادشاہت دی۔

حضرت سلیمان داؤد کے پاس جس قدر دولت وحشمت و مال اسباب دنیا دی سو جو دنیا اسکی تفصیل قرآن مین اور اسکی تفسیرون مین ہے اس مقام مین اسکی گنجایش نہین ہے اور **خدا تعالی** نے عموما مومنون کو ارشاد فرمایا ہے کہ اگر حج کے دنون اور حج کے

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم (بقرہ ع ۲۵)	مواقف مین تجارت کرنا چاہو تو تمپر کوی گناہ نہین ہے۔

صحیح بخاری اور عامہ تفسیرون مین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت مین عکاظ و مجنہ و ذوالمجاز تجارت کے بازار تھے جب اسلام کا وقت آیا تو مسلمانون نے انمین تجارت کرنی کو گناہ سمجھا جس پر خدا تعالی نے یہہ ارشاد کیا کہ مواسم مین بھی ان بازارون مین تجارت کرنیکا کچھ گناہ نہین۔

سورہ **جمعہ** مین ارشاد ہے کہ جب نماز پوری ہو جاوے تو زمین مین پھرو اور

فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (جمعہ ع ۲)	خدا کا فضل تلاش کرو۔ اس آیہ مین باتفاق عامہ تفسیر فضل سے تجارت مراد ہے۔

اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کسب حلال طلب کرنا بھی بعد فرائض ایک فرض ہے

عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

مرقاۃ شرح مشکوۃ مین لکھا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ کسب حلال کی فرضیت فرائض (معمولی) نماز روزہ حج وغیرہ دوسرے درجہ پر ہے - اور کہا کہ یہ اُس شخص کے لئے ہے کہ اپنے خرچ مین اپنے کسب کا محتاج ہو اسکا خرچ دوسرے کے ذمہ نہو (جیسے بیوی کا خرچ میان پر ہے اور چھوٹے اولاد کا ماں باپ پر) اور آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کبھی کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے ستھرا کوئی کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی داؤد اپنے ہاتھون کی کمائی کھایا کرتے اور آنحضرت نے فرمایا ہے

قال رسول اللہ ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ - وان نبی اللہ داؤد کان یاکل من عمل یدیہ - رواہ البخاری)

قال النبی صلعم ان اطیب ما اکلتم من کسبکم وان اولادکم من کسبکم - رواہ الترمذی

قال رسول اللہ صلعم ان اللہ یحب العبد التقی الغنی الخفی او الخفی - رواہ مسلم

خاض القوم فی ذکر الغنی فقال رسول اللہ صلعم لا باس بالغنی لمن اتقی اللہ عز وجل (رواہ احمد)

کہ جو کچھ تم کھاتے ہو اسمین ستھرا اور پاکیزہ وہ کھانا ہے جو اپنی کمائی سے کھاتے ہو - اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی سے ہے (یعنی اسلئے انکا مال بھی تمہارے لئے پاکیزہ اور ستھرا ہے) - اور آنحضرت نے فرمایا ہے خدا اس بندہ کو دوست رکھتا ہے جو پرہیزگار اور مالدار اور لوگون پر شفیق (یا گوشہ نشین) ہو - ایک دفعہ آنحضرت کے اصحاب مالدار ہونیکے باب مین بحث کر رہے تھے تو آنحضرت نے فرمایا جو خدا سے ڈرے اسکے لئے مالدار ہونے کا کوئی ڈر نہین ہے -

اسی نظر سے آنحضرت صلعم خدا تعالی کی جناب مین غنا اور مال کے لئے دعا مانگتے

اور فقیری و ذلت سے پناہ طلب کرتے

اللھم انی اسالك من خیر ما تؤتی الناس من المال والاھل والولد غیر ضال ولا مضل

ایک دعا میں آپنے فرمایا ہے اے خداوند میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے مال اور اولاد دے جو گمراہ نہ ہو اور نہ گمراہ کرے۔

اللھم انی اعوذ بوجھك الکریم وباسمك العظیم من الکفر والفقر

اور ایک دعا میں یہ فرمایا ہے خدایا میں تیرے بزرگ سونہ اور تیرے بزرگ نام کے ساتھ کفر و فقیری سے پناہ لیتا ہوں۔

اللھم انی اعوذ بك من الکفر والفقر قال رجل ویعدلان قال نعم۔

ایک دعا میں آپنے کہا ہے اے خداوند میں کفر اور فقیری سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اسپر ایک شخص نے سوال کیا کہ کیا کفر اور فقیری برابر ہیں (کہ آپنے دونوں سے یکسان پناہ مانگی ہے) آپنے جواب دیا ہاں برابر ہیں

اقض عنا الدین واغننا عن الفقر۔

ایک دعا میں آپنے فرمایا ہے اے خداوند ہمارا قرض ادا کر اور ہمکو فقیری سے غنی کر۔

اللھم انی ضعیف فقوی فی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فارزقنی۔

ایک دعا میں آپنے یہ کہا ہے اے خداوند میں ضعیف ہوں مجھے قوت دے۔ میں ذلیل ہوں مجھے تو عزت دے میں فقیر ہوں مجھے روزی دے۔

اللھم اعنی علی دینی بالدنیا وعلی اخرتی بالتقوی

ایک دعا میں آپنے فرمایا ہے اے خداوند مجھے دین پر دنیا کے ساتھ مدد دے اور آخرت پر تقوی کے ساتھ مدد دے۔

اللھم انی اعوذ بك من بطر الغنی وذلة الفقر۔

ایک دعا میں ہے خدایا میں دولتمندی کے تکبر اور فقیری کی ذلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں

یہہ دعائیں اکثر کتب صحاح و سنن میں مروی ہیں جو لوگ ان کتابوں کو نہ دیکھ سکیں وہ ایک چھوٹے سے رسالہ حزب اعظم میں ان دعاؤں کو ملاحظہ کریں۔

یہی وجہ ہے کہ آنحضرت کے اکثر اصحاب اور انکے صحبتین تابعین اور انکے پچھلے ایمہ دین کسب و تجارت کرتے اور مالدار تھے۔ اور اسی مال کے ذریعہ سے انہون نے دینی اور قومی کام کئے۔

حضرت عثمانؓ نے اپنی جیب خاص سے جیش العسرۃ (جسمین آنحضرت نے اپنے مخالفون اور دین اسلام سے بیجا مزاحمت کرنیوالون پر آخری چڑہائی کی تھی) تین سو اونٹ معہ اُنکے پالان وغیرہ سامان کے تیار کر دئے۔

مدینہ شریف مین صرف ایک ہی میٹھا کنوان تہا جسپر ایک یہودی قابض تہا اور وہ عام لوگون کو پانی نہ لینے دیتا۔ آپنے اسکو پنتیس ہزار درہم (تقریباً ساڑہے آٹہہ ہزار روپیہ) سے خرید کر وقف کر دیا۔

" اسی قسم کے اور صدہا کام صحابہ نے کئے جو سب مالداری کے نتائج تہے۔

انمین ایسے لوگ کم تہے جو مالدار ہونے کو پسند نہ کرتے† اور ایسے تو بہت ہی کم تہے جو کسب و حرفت کو چہوڑ کر آنحضرت کے پاس بیٹہے رہتے‡۔

اصحاب صفہ زہد و تقلل مین بڑے فایق و ضرب المثل تہے پر وہ بہی رات کو عبادت کرتے دن کو جنگل سے ایندہن اُٹہا کر لایا کرتے۔

الحاصل جہانتک ہمکو کتاب و سنت مین نظر ہے اِس سے ہمنے یہی دیکہا ہے کہ کسب کرنا اور مالدار ہونا مطلقاً گناہ نہین ہے۔ خاصکر اِس زمانہ مین کہ دیانت و عفت کم ہوگئی ہے بے صبری بڑہ گئی ہے عوام کا تو کیا ذکر ہے خواص (علماء) نے قرآن اور دین کو دنیا کی تابع کیا ہوا ہے۔ جدہر دنیا کا رُخ دیکہتے ہین اودہر قرآن کو پہیر دیتے ہین۔ جس بات کو لوگ (روٹی پیسہ دینے والے) پسند کرتے اُسیکا ثبوت قرآن سے نکال لیتے ہین‡۔ کئی ایسے ہین کہ کلیتہً دین اسلام سے خارج ہوکر دین عیسائی یا نیچری پن یا دہریہ پن اختیار کر چکے ہین۔ اگر انکے پاس دین و قرآن کے

† جیسے ابوذر غفاری رضہ۔ ‡ جیسے ابوہریرہ رضہ یا ایک اہل حرفہ کا بہائی جسکی حکایت اُس نے آنحضرت کے پاس کی تہی۔

‡ یہی لوگ اس شعر مین مراد ہین ؎ حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے۔ دام تزویر کن چو دگران قرآن را نعوذ باللہ

سواے کوئی اور ہنر و کسب ذریعہ معاش ہوتا اور بلا تردد انکو کہانے کو ملتا تو وہ ان بلاؤن مین کیون مبتلا اور ہلاک ہوتے۔

سفیان ثوری جو ائمہ دین اور زمانہ تابعین مین تہے اپنے زمانہ مین فرماتے ہین کہ پچہلے زمانہ مین مال کو برا سمجہا جاتا تہا (یعنی اُن ہی لوگون مین جو معدودے چند زاہد تہے) آج تو وہ مومن کے لئے (ایمان) ڈہال ہے۔ اگر ہمارے پاس یہہ چند دینار نہوتے تو بادشاہ لوگ ہمکو اپنے ہاتہ کا رومال بنا لیتے (یعنی اپنی خواہشون اور حکمون کے تابع کر لیتے) جسکے پاس مال ہو وہ اسکو سنبہال کر رکہے یہہ وہ زمانہ ہے کہ اگر اسکو مال کی حاجت پڑے تو وہ سب سے پہلے اسکے عوض دین کو خرچ کر ڈالے حلال مال مین اسراف کا احتمال نہین۔

عن سفیان الثوری قال کان المال فیما مضی یکرہ فاما الیوم فھو ترس المومن وقال لولا ھذہ الدنانیر لتمندل بنا ھؤلاء الملوک قال ومن کان فی یدہ من ھذہ شئ فلیصلحہ فانہ زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینہ۔ وقال الحلال لا یحتمل السرف (مشکوۃ باب ستر العورۃ)

ان ہی حضرت کا یہہ قول ہے کہ دنیا مین زاہد (بے رغبت ہونا) یہہ نہین کہ موٹے کپڑے (گاہڑا کمبل مثلاً) پہن لے اور خشک و بے مزہ روٹی کہائے زاہد ہونا تو یہہ ہے کہ دنیا پر امید (یا آرزو) کو کوتاہ کرے۔

وعن سفیان قال لبس الزھد فی الدنیا بلبس الغلیظ والخشن واکل الجشب انما الزھد فی الدنیا قصر الامل (شرح السنۃ)

ایسا ہی امام مالک سے منقول ہے کہ آپ سے کسی نے پوچہا دنیا مین زاہد ہونا کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا حلال کمانا اور دنیاوی امیدون کو کوتاہ کرنا۔ **ایسا ہی آنحضرت** صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ زہد یہہ نہین کہ حلال

عن زید بن الحسین قال سمعت مالکا وسئل ای شئ الزھد فی الدنیا قال طیب الکسب وقصر الامل۔ عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال الزهادة ليست بتحريم الحلال واضاعة المال ولكن الزهادة في الدنيا ان لا تكون بما في يديك اوثق بما في يدي الله (ترمذی)

(کسب ولذات) کو حرام کردے اور مال کو ضایع کرے زہد تو یہ کہ تو اپنے ہاتھ کی چیز پر خدا کے ہاتھ کی چیز سے زیادہ بھروسہ نہ کرے۔

ہان اسمین شک نہین ہے کہ جیسے مال اور کسب کی قران اور حدیث مین ترغیب وفضیلت آئی ہے ویسی بلکہ اس سے وہ چند اسکی ترہیب ومذمت بھی وارد ہے مگر وہ اسی صورت اور اسی حالت مین ہے کہ انسان مال اور کسب مین منہمک ہوکر اپنی اصلی اور اول درجہ کی فرض عبادت وذکر سے (جسکی طرف آیۃ مندرجہ حاشیہ مشعر ہے)

+ ما خلقت الجن والانس الا ليعبدون
ہمنے جنون اور آدمیون کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے

غافل ہوجاوے اور لذات دنیاوی اور حظوظ نفسانی مین محو ہوجاوے۔

اور جو لوگ اس مال اور کسب مین خدا کی رضامندی اور تقرب حاصل کرین اور وہ اپنے کسی کام ربیع وتجارت وغیرہ مین خدا کی یاد سے غافل نہ ہون جنکے وجود سے دوسرے آیۃ

وقال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله و اقام الصلوة۔
ایسے لوگ ہین جنکو بیع وتجارت خدا کے ذکر سے نہین روکتی۔

(منقولہ حاشیہ مخبر ہے) وہ اس ترہیب ومذمت سے بری ہین چنانچہ آیات واحادیث سابقہ کا مفاد ہے اور اسی پر عامہ اہل علم کا اتفاق ہے کیا اچھا کہا جس نے کہا۔

+ اس آیۃ مین صاف ارشاد ہے کہ اصل مقصود پیدایش مخلوقات سے ذکر وعبادت ہے باقی سبھی کا کھانا پینا کسب وتجارت اسی عبادت کے وسایل وذرایع ہین کیا اچھا کسی نے کہا ہے ؎

خوردن برائے زیستن وذکر کردنست + تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

پس جو لوگ یہ سمجھ رہے ہین کہ ہم صرف کھانے پینے اور روٹی کمانیکو پیدا ہوئے ہین اور ان امور مین وہ ایسے منہمک ہین کہ اپنے اصلی فرض عبادت کا نام نہین لیتے وہ سراسر غلطی پر ہین جیسے کہ وہ لوگ غلطی پر ہین جو کسب وتجارت کو ناجایز یا خلاف افضل سمجھکر تارک ہو بیٹھے ہین اگر وہ الا لیعبدون کا یہ مطلب سمجھے ہین کہ بجز عبادت اور کوئی کام کرنا خدا کو مطلوب ومرغوب نہین تو چاہیے کہ وہ نماز وذکر کے سوا کسب وتجارت سے علاوہ اور کام بھی نہ کیا کرین نہ سوئین نہ کھانا کھائین نہ پانی پئین نہ کلام کرین اور اگر وہ ان افعال کو عبادت کے مکملات اور وسایل سے سمجھتے ہین تو ویسے ہی کسب وتجارت کو عبادت کے

؎ چیست دنیا از خدا غافل شدن ۔ نے قماش و نقره و فرزند و زن

اسکی ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہین اور اس پر یقین رکھتے ہین کہ دنیا مین ایسے لوگ جو کسب تجارت و مال دولت مین رہکر خدا کو یاد کرین اور اپنے اصلی فرض کو نہ بھولین بہت **کم** ہین چنانچہ فرمان واجب الاذعان خداوندی میرے بندے شکر گذار کم ہوتے ہین" اسکی طرف مشعر ہے - اور یہ امر (دنیاوی ثروت مین رہکر خدا کو نہ بھولنا) اکثر اشخاص کی نسبت **مشکل** ہی ہے چنانچہ کسینے کہا ہے ؎

وقلیل من عبادی الشکور

باده خوردن و هشیار نشستن سهل است ۔ گر بدولت برسی مست مگردی مردی

ولیکن اس **قلت و اشکال** کا لازمہ یہ نہین ہے کہ کسب تجارت و مال دولت دنیا کو علی الاطلاق حرام سمجھا جاوے اور ہر کسیکو اس سے اجتناب کا حکم دیا جاوے - یہ **قلت** اور **اشکال** تو ہر کار خیر (نماز، روزہ وغیرہ عبادات) مین موجود ہے - بہت **نمازی** ایسے ہین جو اپنی نماز نیم شبی و دعائے سحری سے (خود پسندی و ریا، وغیرہ آفات کے سبب) بجز بیخوابی و تھکان کچھ فایدہ نہین اٹھاتے - **بہتیرے روزہ دار** ایسے ہین جو اپنے روزہ سے (اسی قسم کے آفات کے سبب) بجز بھوک و پیاس کے کچھ ثواب نہین پاتے یہ بات آنحضرت کی اس حدیث کا ٹھیک ترجمہ ہے جو حاشیہ مین منقول ہے اور اسی کے موافق کسینے کہا ہے

قال رسول الله صلعم کم من صایم لیس له من صیامه الا الظماء وکم من قایم لیس له من قیامه الا السهر (رواه الدارمی)

؎ کلید درد و دوزخ است آن نماز ۔ کہ در چشم مردم گذارند دراز

حالانکہ اس نظر سے مطلق نماز پڑھنے سے اور روزہ رکھنے سے کسیکو منع نہین کیا جاتا - ایسا ہی کسب تجارت و تحصیل مال دولت سے علی الاطلاق کسیکو منع نہین کیا جاسکتا

اور اس باب مین بلکہ ہر ایک امر متحمل خیر و شر مین اسی تفصیل کا جو شرع مین اسکی نسبت وارد ہے علماء پر بیان کرنا واجبات سے ہے اور اس سے کمی و زیادتی ممنوع۔ چنانچہ اسی قانون کے موافق اس مقام مین ترغیب و ترہیب و مدحت مذمت دُنیا کے باب مین عمل ہوا ہے۔

اَب مین اِس واعظانہ بحث کو جو بلا اختیار بنظر ہدایت و نصیحت اخوان مسلمین (خصوصًا حضرات موحدین صوفیاء و محدثین) طول ہو گئی ہے ختم کرتا ہون اور اسکے پڑھنے والون سے امید کرتا ہون کہ اس مضمون کو دیکھکر دُنیاوی فنون و علوم (انگریزی فارسی وغیرہ) سیکھنے و پڑھنے اور اُن کے ذریعہ سے دنیاوی عزت حاصل کرنیکو مطلقًا اور بہر حال ممنوع نہ سمجھین گے۔ اور انجمن ہمدردی کے ان جوابات کو جنمین انگریزی پڑھنی کی ترغیب دلائی گئی ہے مخالف اسلام نہ جانگے بلکہ سراسر حمایت و نصرت اہل اسلام پر مبنی خیال کرینگے۔

اور بعض **جوابات** شاید ایسے بھی ہون جنمین ناظرین کو کوئی دینی و دنیاوی فایدہ اہل اسلام نظر نہ آوے۔ اسمین اور نہین تو اتنا ہی فایدہ سمجھ لین کہ اپنے مطلب کی مفید بات کوئی تب ہی کہہ سکتا ہے جب دوسرے کی مطلب کی ہی کہے اور اس بات کے سبب وہ مخاطب کی نظر مین وقعت و وجاہت پیدا کرے۔ سرکار نے جن بات کو مفید مطلب سمجھکر انجمن ہمدردی کی رائے لی انجمن نے اسمین جو صحیح و قوی و راجح بات سمجھی اسکے موافق رائے دی اور اپنی رائے کی وقعت و اصابت کمیش پر ظاہر کی۔ اس کے ذریعہ سے انجمن کو اُن باتون کے کہنے کی بھی گنجایش ہوئی جو اسلام و اہل اسلام کے مفید مطلب تھین۔ اگر انجمن اُن باتون (مفید مطلب سرکار) کی نسبت کچھ رائے ظاہر نہ کرتے تو اسلے خاص خود غرضی کی باتین وہان کب سُنی جاتین۔

اِس بیان سے ثابت ہوا کہ جو کچھ انجمن ہمدردی نے اپنے جواب مین کہا ہے وہ فائدہ سے خالی نہین ہے۔

اخیر مین یہہ بات کہنا چاہتا ہون کہ ان جوابات کو رسالہ **اشاعۃ السنہ** مین نقل کرنیسے کیا غرض ہے اور انکو اشاعۃ السنہ سے کیا تعلق ہے۔

اشاعۃ السنہ سے انکا **تعلق** و مناسبت یہہ ہے کہ ان جوابات مین اسلام و اہل اسلام کی خیر خواہی پائی جاتی ہے (جسکا ثبوت و بیان بتفصیل ہو چکا ہے) اور خیر خواہی اسلام بلکہ کافہ انام سب سے پہلے اور بڑی بہاری سنت پیغمبر علیہ السلام ہے جسکی اشاعت اس رسالہ کا اصلی کام ہے۔

اور اُن کے بیان و نقل سے اِس رسالہ مین یہہ **اغراض** ہین۔

اول (جو بڑی بہاری غرض ہے) اہل اسلام کی ہدایت و نصیحت ہے کہ ان جوابات کے فواید و مقاصد سے واقف ہو کر انکو دستور العمل بناوین۔ اپنے خیالات سے وساوس مانع ترقی قومی نکالکر رفعت و اعزاز قومی کے وسایل و اسباب بہم پہنچاوین۔ اعلی تعلیم علوم دنیاوی کی حاصل کرین۔ اور اسکے ذریعہ سے اعلی منصب و درجات پاوین۔

اور منجملہ ان جوابات کے جس جواب کی تائید ہو سکے کرین۔ اسکی موید میموریل و عرضداشتین قومی اتفاق کے ساتھہ تیار کر کے ہمیشہ گورنمنٹ مین پیش کیا کرین اور جبتک کمیشن تعلیم قایم رہے اسمین اسی قسم کی تحریرات براہ راست و بذریعہ اخبارات بھیجتے رہین۔

دوسری غرض انجمن ہمدردی کی حمایت اور اسکے حاسدون یا اسکے اغراض سے ناواقفون کے مطاعن سے اسکی برات اور اسکی آیندہ کارروائیون کی تائید و تقویت ہے۔

بعض ناواقف یا حاسد کہتے ہین کہ اس انجمن کا نام تو انجمن ہمدردی اسلامی ہے مگر اجتک اس نے ہمدردی اسلام کا کوئی کام نہین کیا۔

یہہ کیا ہمدردی اسلام ہے کہ ایک مڈل سکول (جسمین اوسط درجہ کی انگریزی پڑہائی جاتی ہے) انجمن نے قایم کرنا چاہا ہے یا کمیشن تعلیم مین ایک میموریل بہیجدیا یا اسکے سوالات کا جواب دیدیا"۔

ان جوابات نے یہہ ثابت کر دکہایا ہے کہ یہہ سبہی کام حمایت اسلام و ہمدردی اہل اسلام کے کام ہین جس سے امید ہے کہ خیر خواہان اسلام و اہل اسلام ان طاعنون کی باتین نہ سنین گے۔ اور ان کامون مین انجمن ہمدردی کو پوری مدد دینگے۔ خصوصًا مڈل سکول قایم کرنیسے جسکی اشتہار و کیفیت کارروائی سابق کو ہم آیندہ شایع کرینگے

تیسری غرض ناظرین اشاعۃ السنہ اور ممبران انجمن ہمدردی کا رفع انتظار ہے اس امر کا ہے کہ اس اثناء مین انجمن نے کیا کام کیا۔ اور کمیشن تعلیم کے سوالات کا کیا جواب دیا۔ بہت لوگون نے بذریعہ خطوط ہمسے یہہ کیفیت پوچہی ہے۔ اسلئے ان سب کے رفع انتظار کے لئے اس رسالہ مین ان جوابات کا شایع کرنا مناسب سمجہا ہے۔

ریمارک ختم ہوا۔ اب **اصل جوابات** کو معہ **سوالات** ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱ براہ مہربانی یہہ بیان کیجئے کہ آپ کو تعلیم کی بابت رائے قایم کرنیکا کیا موقع ملا ہے اور آپ نے ملک کے کون سے حصہ مین تجربہ حاصل کیا ہے

جواب نمبر ۱۔ اس انجمن کے کئی ممبرون کو سررشتہ تعلیم سے تعلق رہا ہے اور کئی ممبرونکو خود تعلیم و تعلم مین ایک زمانہ گذرا ہے اور اکثر حصون ممالک مغرب و شمال و ممالک متوسط و پنجاب وغیرہ کی سیر و سیاحت کا بتقریب تعلیم و تعلم اتفاق ہوا ہے اور اکثر ممبرون کو سرکاری نقشجات اور رپوٹون کے دیکہنے کا بہی اتفاق رہتا ہے۔

ان وسایل سے انجمن کو اکثر حصص ملک ہند کی تعلیم کی بابت راے دینے کا موقع ملا ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

خاصکر پنجاب کی حالت تعلیم کی نسبت رائے دینے کا زیادہ تر موقع ہے۔

سوال ۲- کیا آپ خیال کرتے ہین کہ اُس حصہ ملک مین جہان آپنے تجربہ حاصل کیا ہے ابتدائی تعلیم اچھی اور مضبوط بنا پر مبنی ہے اور اس حد تک جہانتک کہ سوسایٹی کے لئے ضروری ہے ترقی کرسکتی ہے یا نہین؟ کیا آپ طریقہ انتظام یا طریقہ تعلیم کی بابت بھی کوئی (توجہ جلت ۱۰) ایمار پیش کرسکتے ہین؟

جواب ۲- اِس انجمن کی رائے میں ابتدائی تعلیم کی بنا اکثر حصص ملک ہند خصوصاً پنجاب مین عمدہ اصول پر نہین ہے۔ اور اس سے اس ترقی کا حصول (جو پرائمری تعلیم (توجہ جلت ۱۱) سے ہونا چاہئے) سوسایٹی کے لئے متوقع نہین ہے اسکی طریق تعلیم و طریق انتظام دونون مین نقص ہے۔

طریق تعلیم کا نقص بوجوہ ذیل معروض ہے۔

جو مضامین پرائمری سکولون مین پانچ سال کے لئے مجوزہ مقرر ہین۔ انمین اس ضرورت و منفعت کا (جو ابتدای تعلیم سے مدنظر ہے اور ہونی چاہئے) لحاظ نہین کیا گیا پرائمری تعلیم سے صرف اُن علوم سے (جو انمین پڑھائے جاتے ہین) اپنے کاروبار پیش آمدہ روزمرہ مین دم بدم فائدہ اٹھانا مدنظر ہوتا ہے نہ ایلیمنٹری سکولون کیطرح وسطی یا اعلیٰ درجہ کی (بجائے انگریزی پڑھنے کے) تعلیم کے واسطے تیار رہنا۔ اور یہہ فایدہ اکثر اُن علوم سے جو بالفعل پرائمری سکولون مین پڑھائے جاتے ہین حاصل نہین ہے۔ جغرافیہ پنجاب و ہندوستان لوئر پرائمری کی تیسری (اڑا) جماعت میں اور تواریخ و اعلیٰ درجہ کا حساب اپر پرائمری کی دونوں جماعتون مین اکثر متعلمین کو کسی نوع کا فایدہ نہین دیتا ان علوم کا فایدہ حکام ملک اور اعلیٰ درجہ کے (تاجرون) تاجرون کے لئے مخصوص ہے۔ اور اگر اس سلسلہ تعلیم سے جو پرائمری سکولون میں مروج ہے صرف اُردو فارسی لیٹر سچر اور حساب اربعہ متناسبہ تک اور پیمایش مسطح پر اکتفا کیا جاوے اور بجاے تواریخ و جغرافیہ و اعلیٰ درجہ کے حساب کے عام فہم اصول کاشتکاری۔ علم کیمیا (تصحیح ۱۲)

مطبوعہ پریس ریاض ہند امرتسر